



سوال

(27) تعویذ گنڈے

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

- مکرمی و محترمی جناب مولانا صاحب اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مہربانی فرم کر مندرجہ سوالات کے جواب قرآن و سنت کی روشنی میں دے کر مشغور فرمائیں۔ سوالات یہ ہیں۔
- (1) یہ جو آج کل اپنے آپ لوگ عامل کہلاتے ہیں۔ جنات کے ذریعے غیب کی چیزوں کا پتہ چلانا تعویذ دینا اور اس قسم کے کاروبار کرنا دین میں شامل کرکے ہیں ان کا دین میں کہاں تک وجود ہے؟
- (2) مومن کی ناراضگی اپنے ہتھوٹے بڑے سے کتنی دیر تک رکھنی چاہیے؟
- (3) کیا جو اپنی ساری باتیں ختم کر کے جس کے گھر چلائے وہ جا کر کہے کہ میں تو آگیا ہوں آپ کی شفقت کی ضرورت ہے۔ ان کو کیا کرنا چاہیے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

واضح ہو کہ ایسے لوگ محض مجلسا زما زدن بازا اور ہتھوٹے ہیں کیونکہ غیب کا علم نہ تو کسی نبی مرسل کو ہوتا ہے اور نہ ملک مقرب کو اور نہ کسی جن کو۔ جب اللہ تعالیٰ کے سوا کسی انسان اور رجن کو علم غیب ہی نہیں تو جنات کے ذریعہ جو باتیں بھی بتائی جائیں گی وہ محض جھوٹ اور افتراء کے سوا کچھ نہیں ہوگا چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۗ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اٰیٰتِنَ یُنۡبِئُوْنَ ۚ ۱۰ ... سورۃ النمل

”کہہ دیجئے کہ آسمانوں والوں میں سے زمین والوں میں سے سوائے اللہ کے کوئی غیب نہیں جانتا، انہیں تو یہ بھی نہیں معلوم کہ کب اٹھا کھڑے کیے جائیں گے؟“

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی غیب نہیں تھا۔ تو بتلیے جب سید الرسل کو علم غیب نہ تھا تو پھر کوئی پیر شہید مجذوب سالک عابد کا بہن نجومی اور یہ نام نہاد عامل جنات کس شمار و قطار میں ہیں۔ اور خود جنوں کو بھی اس بات کا اعتراف ہے کہ وہ بھی علم غیب نہیں رکھتے، چنانچہ جنات مکان کی تعمیر میں لگے ہوئے تھے اور حضرت سلیمان ان کی نگرانی فرما رہے تھے۔ عصار پر سہارا تھا اسی عالم میں حضرت سلیمان وفات پگئے۔ مگر لاٹھی کے سہارے لمبی مدت تک زندوں کی طرح کھڑے رہے پھر ایک مدت کے بعد جب گھن نے لکڑی کو کھالیا تو ان کا جسد مبارک زمین پر گر پڑا تو پھر کہیں جا کر جنات کو ان کی وفات کا علم ہوا۔ اور جنوں کو یہ ماننا پڑا کہ کہ ہم غیب دانی کے دعویٰ میں جھوٹے ہیں چنانچہ سورۃ سبأ میں ہے:



فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلِمَ عَلَىٰ مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنسَأَتَهُ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجَنَّةُ أَنْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ ۱۴ ... سورة سبأ

”پھر جب ہم نے ان پر موت کا حکم بھیج دیا تو ان کی خبر جنات کو کسی نے نہ دی سوائے گھن کے کیڑے کے جو ان کی عصا کو کھا رہا تھا۔ پس جب (سلیمان) گر پڑے اس وقت جنوں نے جان لیا کہ اگر وہ غیب دان ہوتے تو اس کے ذلت کے عذاب میں مبتلا نہ ہوتے“

ان تینوں آیات مقدسہ سے معلوم ہوا کہ نبیوں فرشتوں اور جنوں کو غیب کی باتوں کا کچھ پتہ نہیں، بتائیے ایسی صورت میں ان نام نہاد نجومیوں رمالوں پاندوں کا ہنوں اور عالموں کے زلیات کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے، یہ سب بھوٹے اور افتراء پرداز اور جعل ساز لوگ ہیں ان لوگوں کے پاس جاننا اپنے ایمان کا ستیا ناس کرنا ہے۔ جہاں تک قرآن و حدیث پر مشتمل آیات کے تعویذوں کا تعلق ہے تو ان کا نہ لگانا ہی افضل ہے، جیسا کہ نواب صدیق الحسن نے لکھا ہے کہ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعویذ لکھنا ثابت نہیں۔ البتہ آیات اور احادیث پڑھ کر پھونکنا بلاشبہ جائز ہے۔ تاہم غیر شرعی تعویذ گنڈے بہر حال ناپاک دھندے ہیں اس سے حد لازم ہے۔ کیونکہ حدیث میں ہے جو کاہن کی تصدیق کرتا ہے تو اس نے شریعت کے ساتھ کفر کیا: **فقد كفر بما انزل على محمد ﷺ**

2- زیادہ سے زیادہ تین روز تک ناراض رہ سکتا ہے تین دن سے زیادہ دلپٹے بجائی سے ناراض رہنا اور گفتگو بند رکھنا شرعاً جائز نہیں۔ سنن ابی داؤد میں ہے:

«عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا يَحْتَمِلُ الْمُسْلِمُ أَنْ يَتَجَرَّ مُسْلِمًا فَوْقَ عِلَاقِهِ، فَإِذَا أَقْبَهُ سَلَّمَ عَلَيْهِ مَرَارًا كُلَّ ذَلِكَ لَا يَزِدُّ عَلَيْهِ فَهَذَا بَاءٌ بِأَثْمِهِ» (البداء)

”سیدہ عائشہ کا بیان ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مسلمان کو یہ جائز نہیں کہ وہ کسی مسلمان سے تین دن سے زیادہ مقاطعہ (بائیگاٹ) رکھے پس جب اس کو طے تو تین بار السلام علیکم کہے اگر وہ اس کا جواب نہ دے۔ (صلح نہ کرے) تو اس طرح بائیگاٹ کا سارا گناہ جواب نہ دینے والے پر ہوگا۔ ہاں اگر اس پر ظلم ہوا ہو تو اس کی تلافی بھی کرے اور اگر بائیگاٹ کا سبب دینی امر ہو تو اس کا حکم دوسرا ہے۔

3- ان لوگوں کو چاہیے کہ صلح اور سلام کی پیش رفت کرنے والے کا خیر مقدم کریں اور اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اس کی آمد کی قدر کریں۔ ورنہ سخت گناہ گار گے۔ جیسا کہ اوپر کی حدیث میں گزر چکا ہے۔

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج 1 ص 203

محدث فتویٰ